بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

061. سورۃ الصَّفّ

التّفسیر المُیسّر جزء ﴿قَدْ سَمِعَ﴾ کی تفسیر کا درس جاری ہے، اور آج کی نشست میں ایک نئی سورت سے درس کا آغاز کرتے ہیں سورت الصف کی تفسیر، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ①﴾[الصف: 1]

پاکیزگی بیان کی ہے ہر اُس چیز سے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہ عزت والا غالب ہے اور بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور افعال میں۔

اس سورۃ کا آغاز بھی تسبیح سے ہوا جیسا کہ اس جزء ﴿قَدْ سَمِعَ﴾ کی اکثر سورتوں کی ابتداء تسبیح سے ہوئی ہے، جب مسلمان یہ الفاظ پڑھتا ہے کہ تمام کائنات جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت اللہ تعالیٰ کی بلند شان کا ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب ہر نقص سے پاک ہے، جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں جو شان کے منافی ہے اللہ تعالیٰ ہر اُس عیب ہر اُس نقص سے پاک ہے کیونکہ وہ "عزیز" عزت والا ہے غالب ہے اُسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اور وہ بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور افعال میں تمام چیزوں کو اپنی صحیح جگہ پر رکھنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②﴾[الصف: 2]

اے ایمان والو! جنہوں نے تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر پابند رہے، تم کیوں ایسے وعدے کرتے ہو اور ایسے قول کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو؟! اور اس میں نکیر کی گئی ہے ہر اُس شخص کی جس کا فعل اُس کے قول کی ضد ہو (یا منافی ہو)۔

یعنی اے اہل ایمان! تمہارے ایمان کا تو یہ تقاضہ ہونا چاہیے کہ جو تم کہتے ہو تمہیں وہ کرنا چاہیے چاہے وعدہ ہو چاہے کوئی بات ہو جو آپ نے کی ہے، تو اس وعدے کی پاسداری کرنی چاہیے یہ تو تمہارے ایمان کی علامت ہے، اگر تم واقعی سچے مومن ہو تو تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

کیا وجہ ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳﴾[الصف: 3]

اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے کہ تم ایسی باتیں اپنی زبانوں سے کہو جو تم کرتے نہیں ہو: ﴿كَبُرَ مَقْتًا﴾: بہت بڑا مقت اور شدید ناپسند ہے اللہ تعالیٰ کو۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴﴾[الصف: 4]

بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں (یعنی اپنے دشمنوں سے) صف باندھ کر جیسا کہ ایک ہموار محکم عمارت ہو جسے کوئی دشمن پار نہ کر سکے، اور اس آیت میں جہاد کی اور مجاہدین کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں میں سے اُن لوگوں کو بہت پسند کرتا ہے جو صفیں باندھ کر اپنے دشمنوں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور قتال کرتے رہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اُن لوگوں کے تعلق سے پیغام ہے جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل میں تضاد دکھایا ہے اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کی ہے، اُن میں سے پہلی مثال جو ہے وہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَد تَّعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝٥﴾[الصف: 5]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اپنی قوم کو یہ خبر دیں اور اس کا ذکر کریں کہ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو اپنے قول وفعل سے جبکہ تم یقیناً جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا؟ پس جب وہ حق کے راستے سے دور ہوئے اور اُس پر اصرار کرتے رہے (اُس دوری پر) حق کو چھوڑ کر تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو ہدایت کو قبول کرنے سے پھیر دیا، اور یہ اُن کی سزا تھی اُس زیغ کی اور راہ راست کو چھوڑنے کی جو اُن لوگوں نے اپنے لیے اختیار کیا تھا، اور قاعدہ یہ ہے یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (یا اُس قوم کو ہدایت نہیں دیتا) جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور منہج حق سے خارج ہو جاتے ہیں۔

﴿الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾: جب تک فسق پر قائم ہیں نافرمانی پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت نہیں دیتا۔

یعنی جب تک آپ فسق کے راستے کو نہیں چھوڑتے اور توبہ نہیں کرتے حق کی طرف نہیں پلٹتے، اور جو دل میں خرابی ہے اُس کو درست نہیں کرتے آپ حق کو پا نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ کبھی ہدایت بھی نہیں دے گا، اور یہی مسئلہ تھا یہودیوں کا۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام یعنی پوری قوم کو ایک واضح پیغام ہے کہ قوم نے اذیت دی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو (اولوالعزم رسل میں سے ہیں علیہ الصلاۃ والسلام)، اور زبان سے بھی اور فعل سے بھی (قول اور فعل) اور ہر اعتبار سے ہر طریقے سے اذیت پہنچائی ہے۔

"جبکہ یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تمہاری طرف": یہ نہیں کہ اُن کو علم نہیں تھا اس کے باوجود بھی اذیت پہنچائی ہے۔ وجہ کیا تھی؟ دل میں خرابی ہے اصل میں۔

جب راہ راست کو آپ چھوڑ دیتے ہیں اور دل میں ایک بد عقیدگی بٹھا دیتے ہیں اور حق کو قبول نہیں کرتے، اس دل کی خرابی کی وجہ سے نہ تو آپ کی زبان پر کوئی صحیح قول کبھی ہو گا اور نہ ہی آپ کبھی کوئی صحیح فعل کوئی صحیح عمل کر سکیں گے۔

اب یہ کہاں تک آپ دور جا سکتے ہیں کبھی سوچا ہے؟! کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو بُرا بھلا کہیں گے اذیت پہنچائیں گے! وجہ کیا ہے؟ فسق، نافرمانی۔ تو نافرمانی ہے، دل میں خرابی ہے، زبان کے قول اور فعل میں خرابی ہوئی ہے، اذیت پہنچی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو۔ اور یہ عبرت ہے ہمارے لیے!

ہمیں یہ پیغام کیوں ہے؟ کیونکہ ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن لوگوں نے ایسا عمل کیا ہے۔ تو اے مسلمانو! اے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیو! تم نے اس راستے سے بچنا ہے تم لوگوں نے اس راستے سے دوری اختیار کرنی ہے تاکہ تمہارے ساتھ بھی وہی نہ ہو، یا وہ انجام نہ ہو جو اُن کا انجام ہوا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنۢ بَعْدِي اسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْبَيِّنَٰتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٦﴾﴾ [الصف: 6]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی قوم سے یہ کہہ دیں (یہ پیغام پہنچا دیں) جب سیدنا عیسیٰ ابن مریم (علیہم الصلاۃ والسلام) نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا، میں تصدیق کرتا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی (یا جو مجھ سے پہلے موجود ہے)۔

(یعنی کوئی نئی بات نہیں لے کر آیا میں، کیونکہ یہودیوں نے انکار کیا نا یہودیوں نے نہیں مانا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ کا نبی (نعوذ باللہ) انکار کیا)۔

تو پہلی بات یہ ہے: (۱) کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تم لوگوں کی طرف یہ تم جانتے ہو (بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے) اور میں تصدیق کرتا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے موجود ہے۔ (۲) دوسری بات: اور میں گواہی دیتا ہوں ایک رسول کی سچائی کی جو میرے بعد میں آئے گا جس کا نام (یا جن کا نام) "احمد" ہوگا اور اور ان سے مراد اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور میں دعوت دیتا ہوں کہ اُن پر ایمان لانا ہے اور تصدیق کرنی ہے جو پیغام وہ لے کر آئے ہیں۔

پس جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیات بینات اور واضحات لے کر آئے ہیں: ﴿قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ﴾: اُن لوگوں نے (بنی اسرائیل نے) یہ کہا کہ (نعوذ باللہ) یہ تو کھلا جادو ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اولوالعزم رسل میں سے عیسیٰ ابن مریم علیہم الصلاۃ والسلام بنی اسرائیل کو واضح کھلا پیغام دیتے ہیں:

سب سے پہلی بات کہ آپ لوگ یہ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا اور رسول پیغام لے کر آتا ہے نا تو پیغام کیا لے کر آئے ہوں؟

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ میں نئی بات نہیں لے کر آیا، میں یہ نہیں کہتا کہ تورات اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے، بلکہ تورات اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی میں تصدیق کرتا ہوں (یہ یہودیوں کے لیے پیغام تھا تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں اور بات مان لیں کہ کوئی نئی بات نہیں ہے)۔

(۲) دوسرا پیغام اُس زمانے کا دیکھیں (سبحان اللہ): کہ ایک رسول آئے گا میرے بعد جن کا نام احمد ہوگا جو وہ پیغام لے کر آئیں اُس پیغام کو تسلیم کرنا ہے من وعن سے تسلیم کرنا ہے اُس پر ایمان رکھنا ہے۔

واضح پیغام تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی کو مبعوث فرمایا یہودیوں نے انکار کیا، اچھا نصاریٰ نے انکار کیا؟! نصاریٰ نے انکار کیا کیونکہ یہ پیغام نصاریٰ کے لیے تھا، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ پیغام جو ہے بنی اسرائیل دونوں کے لیے تھا۔

یہودی تو ویسے نہیں مانتے چلو اچھا نصاریٰ نے مانا ہے؟ بلکہ انہوں نے کہا کہ یہ کھلا جادو ہے (نعوذ باللہ)! اگر واقعی سچے مومن ہوتے اپنے نبی پر سچا ایمان رکھتے تو ہر پیغام کو ماننا چاہیے کہ نہیں؟ تو بعض کو مان لیا اور بعض کو نہ مانا۔ اس لیے جو موجودہ کرسچینیٹی (Christianity) ہے علماء کیا کہتے ہیں؟ نصرانیت جو موجودہ ہے یہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا پیغام ہے ہی نہیں اس میں! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

یہ سینٹ پال (Saint Paul) کا جو انہوں نے پوری تبدیلی کی دین میں لے کر آئے ہیں اُسی پر عمل کرنے والے ہیں اور اُن میں سے جو ایمان رکھتے تھے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر اُس زمانے میں بھی اور آج تک جو ایمان رکھتے ہیں اور

دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے ہیں وہ سچے مومن ہیں جنھوں نے ہر پیغام کی تصدیق کی ہے، وہ نہیں جو پسند ہے وہ لے لیا جو ناپسند ہے وہ چھوڑ دیا! (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان لوگوں کے تعلق سے جن کو دعوت دی جاتی ہے اسلام کی اور وہ منہ موڑ لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞﴾[الصف: 7]

یعنی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا (یا اُس سے بڑھ کر کون ظلم اور زیادتی کرنے والا ہوگا) جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک ٹھہراتا ہے جبکہ اُسے دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کی بنیاد پر کرتا رہے، اور اللہ تعالیٰ اُن ظالموں کو جنھوں نے اپنے نفس پر کفر اور شرک سے ظلم کیا ہے کبھی بھی توفیق نہیں دیتا کہ وہ فلاح کو پالیں جب تک کہ وہ اپنے ظلم پر قائم ہیں۔

دیکھیں یہ بھی قاعدہ ہے: ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾۔ پیچھے کیا گزرا ہے؟ ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾(الصف:5): یہ قاعدہ ہے۔

جب تک فاسق اپنے فسق پر قائم ہے ہدایت سے دور ہے، جب تک ظالم اپنے ظلم پر قائم ہے ہدایت سے دور ہے، یہ سزا کافی ہے اس کے لیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں، نہیں! یہ فلاں بندے کو ہدایت نہیں مل رہی کیوں نہیں مل رہی؟ اس لیے کہ اپنے ظلم پر قائم ہے اپنا محاسبہ کر کے دیکھو کہ خرابی کہاں پر ہے، توبہ کرو اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا۔ جب تک ظلم پر قائم ہو فسق پر قائم ہو، نافرمانی پر قائم ہو اور کہتے ہو مجھے ہدایت مل جائے، ناممکن ہے! آپ توبہ کرو واپس پلٹو، باطل کو چھوڑو حق راستے کو اپناؤ، اور دیکھو اللہ تعالیٰ کیسے ہدایت کا راستہ آسان کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان لوگوں کے تعلق سے جو ظلم کرتے ہیں اور حق سے دوری اختیار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ۚ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝٨﴾[الصف: 8]

یہ ظالم جو ہیں یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اور حق کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، اور حق جو ہے وہ ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور مبعوث فرمایا ہے (یعنی قرآن مجید اور جو پیغام ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یعنی دین اسلام جو ہے اور بنیاد جو ہے قرآن مجید ہے، اور جھوٹ باندھ کر اس حق کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس نور کو بجھانے کی ناکام کوشش کی ہے) جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو ظاہر کرے گا اور غالب کرے گا اگرچہ جھٹلانے والے جو ہیں وہ جھٹلاتے رہیں اور ناپسند کرتے رہیں۔

اور یہ پیغام دین کے تمام دشمنوں کے لیے ہے وہ کان کھول کر سن لیں کہ جس نے بھی قرآن مجید کے اس نور کو بجھانے کی کوشش کی ہے اور جھوٹ اور فریب سے کام لے کر حق کو دبانے کی کوشش کی ہے وہ ہمیشہ مغلوب رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا دین ہمیشہ غالب رہے گا اگرچہ ناپسند کرنے والے جو ہیں جھٹلانے والے جو ہیں وہ ناپسند کرتے رہیں۔ وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝٩﴾[الصف: 9]

اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے قرآن مجید سے اور دین اسلام سے تاکہ تمام دینوں پر ظاہر ہو جائے اور غالب ہو جائے، جو اس دین حق کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ مشرک جو ہیں وہ ناپسند کرتے رہیں۔

مشرک ہمیشہ توحید کو ناپسند کرتے ہیں اور توحید اسلام کا بنیادی پیغام ہے "لا إله إلا الله"، اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت یعنی قرآن مجید اور دین حق جس کی اساس توحید ہے یہی پیغام دے کر اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب ہو جائے، اور غالب رہے گا تا قیامت اگرچہ مشرک جو ہیں وہ ناپسند کرتے رہیں۔

پھر اس سورت کا اختتام ان آیات سے ہوا ہے (ان عظیم آیات سے)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝١٠﴾ [الصف: 10]

اے ایمان والو! جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے کیا میں تمہاری رہنمائی اس تجارت کی طرف نہ کروں "عظیم تجارت" جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گی؟ یہ خاص قسم کی تجارت ہے سب سے عظیم تجارت، یہ وہ تجارت ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی ہے۔ نہیں! تجارت میں تو نفع یا نقصان ہوتا ہے نا یہی ہوتا ہے نا! یہ سب سے عظیم تجارت ہے جس میں ایسا نفع ہے کبھی آپ سوچ بھی نہیں سکتے! اور سب سے بڑے خسارے سے بچنے کا باعث ہے، اگر آپ اس تجارت کو اپنا لیتے ہو تو عذاب الیم سے بچ جاؤ گے، دردناک عذاب سے بچ جاؤ گے۔

یہ تجارت کیا ہے؟ بہت ہی آسان ہے لیکن اُن کے لیے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسانی فرمائی ہے ایک ہی آیت ہے، دیکھیں ہم سب خواہشمند ہیں نا کہ عذاب الیم سے بچ جائیں اب دیکھیں کرنا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝١١﴾ [الصف: 11]

﴿تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ﴾: (۱) یہ پہلی بات ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اس قائم رہو (مداومت ہونی چاہیے صرف دعویٰ نہیں زبان کا (مداومت ہونی چاہیے))۔

(۲) اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے۔

مال پہلے ہے کیونکہ مال آسان ہے دینا، اور جان کئی لوگوں کے لیے مشکل ہو جاتی ہے، اور بغیر مال کے جہاد ممکن بھی نہیں ہے کیونکہ جہاد کے لیے تیاری کا ہونا لازمی ہے، استطاعت میں اسلحے کا ہونا بھی لازمی ہے اُس کے لیے مال کا ہونا لازمی ہے۔

تو مال اور جان سے، اگر تم ایسا کرو گے تو دنیا کی تجارت سے یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے: ﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾: یعنی دنیا کی تجارت سے تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور ہر اعتبار سے اس میں بہتری ہے۔

﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾: اگر تم جانتے ہو کہ چیزوں کا نفع اور نقصان کس چیز سے جڑا ہوا ہے اگر تمہیں اس کا علم ہو جائے تو بس اس پر تم عمل کرنے والے بن جاؤ۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو مان لیتے ہو تو یقیناً ایسی تجارت ہے جو سب سے عظیم ہے جو تمہیں عذاب الیم سے بچائے گی۔ یعنی اگر کوئی سوال کرے: "چلو اگر ہم یہ تجارت کریں گے کہ نفس بھی قربان کر دیا یا مال بھی قربان کر دیا اور جان بھی چلی گئی تو ہمیں کیا ملے گا؟ عذاب الیم سے چھٹکارا صرف یا کچھ اور بھی ہے؟": آگے دیکھیں، اگرچہ وہ کافی ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾﴾[الصف: 12]

اے مومنو! اگر تم اس پر عمل کرنے والے بن جاؤ جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں جاری ہیں، اور پاک گھر عطا فرمائے گا جو ہمیشہ کے باغات میں ہیں یعنی جن کا نعیم اور خیر کبھی رکنے والا نہیں ہے، یہی ایسی عظیم کامیابی ہے جس کے بعد کوئی کامیابی باقی نہیں رہتی فوز عظیم ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ چلو آخرت میں ہے ہمیں دنیا میں کیا ملے گا؟ اگر یہ کوئی سوال کرے تو جواب دیکھیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾﴾[الصف: 13]

اور دوسری نعمت اے مومنو! تمہارے لیے جو تم پسند کرتے ہو تمہیں کامیابی اور فتح ملے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مومنوں کو یہ خوشخبری دو کہ دنیا میں اُن کو فتح ملے گی اور آخرت میں

جنت اُن کو ملے گی (مومنوں کو ہمیشہ بشارت ہوتی ہے)فوز عظیم ہے، عذاب الیم سے بچنا ہے، مومنوں کے لیے بشارت ہے کہ دنیا میں کامیابی ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جنت ہے۔

اس سے بڑھ کر کوئی نفع والی تجارت آپ نے کبھی دیکھی ہے؟! (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ۝١٤﴾ [الصف: 14]

اے مومنو! جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بنو نصرت کرنے والے بنو جیسا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے خاص ساتھیوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کی ہے، جب عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن سے یہ کہا: کہ تم میں سے کون میری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت میں اور ہر اُس چیز میں جو اللہ تعالیٰ کے ہمیں قریب کر دے؟ تو حوارین جو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بہت خالص اور قریبی ساتھی تھے دوست تھے انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والے ہیں۔ تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ جو ہے ہدایت یافتہ ہو گیا اور راہ راست پر آگیا اور دوسرا گروہ جو ہے وہ اپنی گمراہی پر قائم رہے (نعوذ باللہ)، پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد، اعانت اور تائید کی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور اُن کی نصرت کی ہے، اور اپنے دشمنوں پر اُن کو کامیابی عطا کی ہے (اُن نصاریٰ کو) جو مومن تھے اور وہ غالب آگئے اور ظاہر ہو گئے اُن لوگوں پر جو اپنے باطل پر اور گمراہی پر قائم رہے اور یہ تب ہوا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔

یعنی جو لوگ خصوصی طور پر نصاریٰ میں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پھر انہوں نے جہاد کیا، آپ نے دیکھا کہ جو دو بڑی ایمپائر (Empire) اور سلطنتیں تھیں اُس وقت قیصر اور کسریٰ کی کچھ عرصے کے بعد ان سب کا خاتمہ ہوا اور غلبہ دین حق کا ہوا، تو جو نصاریٰ ایمان لے

کر آئے تھے اب وہ مومن ہو گئے مسلمان ہو گئے اب نصاریٰ باقی نہیں رہے، لیکن جب انہوں نے جنگ کی قتال کیا اُن نصاریٰ کے خلاف جو کفر پر باقی رہے اور غالب آ گئے تو پھر غلبہ اور نصرت اور کامیابی اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی اور وہ ظاہر اور غالب ہوئے اپنے اُن کافروں پر جو نافرمانی اور کفر پر قائم رہے، اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کامیابی عطا فرماتا ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (061.سورۃالصَّفّ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio